* امام کے پیچھے قراءت کرنے کی ممانعت۔ (قسط ۴) * امام ابو حنیفہ، نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ * نضر بن محمد القرشیؒ (م ۱۸۳ھ)، امام ابو عبد الرحمٰن المقریؒ (م ۲۱۳ھ) وغیرہ بلکہ ثقات تو ثقات، متکلم فیہ رواۃ نے بھی امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کی حدیث میں توثیق کی ہے۔

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

فہرست مضامین

نوٹ:

حضرات! ہم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ اس رسالہ میں کتابت (ٹائپنگ) کی کوئی غلطی نہ ہو، مگر بشریت کے تحت کوئی غلطی ہو جانا امکان سے باہر نہیں۔

اس لئے آنحضرات سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ کتابت کی کسی غلطی پر مطلع ہوں تو اسے دامن عفو میں چھپانے کی بجائے ادارہ کو مطلع فرمادیں، تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔ جزاکم اللہ خیراً

ہمارا نظریہ

ہمیں کسی سے عناد و دشمنی نہیں ہے۔ حدیث میں نماز کے سلسلے میں متعدد روایتیں آئی ہیں۔ ایک پر آگر غیر مقلدین عمل کرتے ہیں تو ان سے کیوں لڑا جائے، جب کہ وہ بھی حدیث میں آیا ہے۔ لیکن جب وہ حنفیوں کو طعنہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث پر عمل نہیں کرتے قیاس پر عمل پیرا ہیں،

تو اس وقت سوچو! کیسے خاموش رہا جائے اور یہ کیوں نہ بتایا جائے کہ **حدیث پر تم سے زیادہ عمل کرنے والے ہم ہیں، اور تم زیادہ حدیث جاننے والے ہم ہیں۔**

محدث ابو المآثر حبیب الرحمٰن اعظمی علیہ الرحمہ

بادلِ ناخواستہ

انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ فرقہ اہل حدیث اور دوسرے باطل فرقے اپنی تعلیمات اپنے سننے والوں میں بیان کرنے کی بجائے ہمیشہ دوسروں پر ،اکثر غیر مناسب انداز میں اعتراض کرنے کو ترجیح دیتاہے اور اہل حق علماء کو گمراہ اور کافر کہنے تک سے گریز نہیں کرتے، جس سے فتنہ برپا ہوتا ہے۔

ان لوگوں کے اس فتنے کو بند باندھنے کیلئے بادل ناخواستہ قلم اٹھانا پڑتا ہے ،ورنہ ملکی اور عالمی حالات اس بات کا تقاضہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی صلاحتیں کہیں اور صرف ہوں۔

ادارہ: الاجماع فاؤنڈیشن

امام کے پیچھے قراءت کرنے کی ممانعت۔(قسط ۴)

(رسول اللہ ﷺ کے کلام مبارک سے)

مولانا نذیر الدین قاسمی -

دلیل نمبر ۸ :

امام اہل السنۃ، امام ابو عبد اللہ، احمد بن محمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱؁ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا أسود بن عامر، أخبرنا حسن بن صالح، عن أبي الزبير، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من كان له إمام، فقراءته له قراءة۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: کہ جس کا نماز میں کوئی امام ہو، تو امام کی قراءت ہی مقتدی کی قراءت ہے۔ **(مسند احمد: ج ۲۳: ص ۱۲)**

سند کے رواۃ کی تفصیل:

(۱) امام ابو عبد اللہ، احمد بن محمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱؁ھ) مشہور ثقہ، حجت، حافظ الحدیث اور امام اہل السنۃ ہیں۔

(۲) اسود بن عامرؒ (م ۲۰۸؁ھ) بھی صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۵۰۳)**

(۳) حسن بن صالحؒ (م ۱۶۹؁ھ) صحیح مسلم کے راوی اور ثقہ، عابد، فقیہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۱۲۵۰)**

(۴) محمد بن مسلم، ابو زبیر المکیؒ (م ۱۲۰؁ھ) بھی صحیحین کے راوی اور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(الکاشف: رقم ۵۱۴۹)**

(۶) حضرت جابرؓ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ **(تقریب)**

معلوم ہوا کہ اس کے رواۃ ثقہ اور سند صحیح ہے۔

دلیل نمبر ۹ :

ثقہ، ثبت، حافظ، محدث ابو نعیم فضل بن دکینؒ (م ۲۱۹ھ) فرماتے ہیں کہ

(قال المزی: ورواه أبو نعيم) عن الحسن بن صالح، عن أبي الزبير، عن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: كل من كان له إمام، فقراءته له قراءة۔ (تحفۃ الاشراف للمزی: ج۲:ص ۲۹۱)

روات کی تحقیق:

(۱)　امام ابو نعیم فضل بن دکینؒ (م ۲۱۹ھ) مشہور ثقہ، ثبت، امام اور حافظ الحدیث۔ **(تقریب:، سیر)**

(۲)　حسن بن صالحؒ (م ۱۶۹ھ)

(۳)　محمد بن مسلم، ابو زبیر المکیؒ (م ۱۲۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۴)　حضرت جابرؓ مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ **(تقریب)**

معلوم ہوا کہ اس کے بھی روات ثقہ ہیں۔

دلیل نمبر ۱۰ :

امام ابو بکر ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا مالك بن إسماعيل، عن حسن بن صالح، عن أبي الزبير، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: كل من كان له إمام، فقراءته له قراءة۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ: جس کا نماز میں کوئی امام ہو، تو امام کی قراءت ہی مقتدی کی قراءت ہے۔ **(مصنف ابن ابی شیبہ: حدیث ۳۸۲۳، والفظ لہ، مسند احمد بن حنبل: ج۲۳: ص ۱۲، تحفۃ الاشراف للمزی: ج۲: ص ۲۹۱)**

روات کی تحقیق:

(۱) امام ابو بکر ابن ابی شیبہؒ **(م ۲۳۵ھ)** مشہور ثقہ، امام اور حافظ الحدیث ہیں۔ **(تقریب)**

(۲) مالک بن اسماعیل الکوفیؒ **(م ۲۱۷ھ)** صحیحین کے راوی اور ثقہ، ثبت، حجت، متقن، حافظ الحدیث، **إمام من الأئمة** ہیں۔ **(تقریب: رقم ۶۴۲۴، تہذیب التہذیب، الکاشف)**

(۳) حسن بن صالحؒ **(م ۱۶۹ھ)** صحیح مسلم کے راوی اور ثقہ، عابد، فقیہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۱۲۵۰)**

(۴) **محمد بن مسلم**، ابو زبیر المکیؒ **(م ۱۲۰ھ)** بھی صحیحین کے راوی اور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(الکاشف: رقم ۵۱۴۹)**[1]

(۶) حضرت جابرؓ مشہور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ **(تقریب)**

---

[1] **نوٹ:**

اگرچہ ان روایات میں ابو زبیر المکیؒ **(م ۱۲۰ھ)** کا "عنعنہ" موجود ہے۔ لیکن اس روایت میں ان پر تدلیس کا الزام باطل و مردود ہے۔ کیونکہ ان کے متابع میں ثقہ راوی عبد اللہ بن شدادؒ **(م ۸۱ھ)** موجود ہیں، جس کی تفصیل اگلے شمارے میں آئے گی۔

نیز ابو زبیر المکیؒ، حضرت جابرؓ سے روایت کرنے میں **"مکثر"** ہیں۔ اس لحاظ سے بھی "**ابو زبیر عن جابر**" کی سند پر اعتراض صحیح نہیں ہے۔ **(مجلہ الاجماع: ش۳: ص ۱۸۲، میزان الاعتدال: ج۲: ص ۲۲۴، ترجمہ الاعمش)**

مزید امام ابو نعیم الاصبہانیؒ **(م ۴۳۰ھ)** نے صراحت بھی کی ہے کہ یہ روایت اسی طرح ابی زبیر عن جابر کے اصل نسخہ میں موجود ہے۔ **(تفصیل کے لئے دیکھئے ص: ۷)**

لہذا اس روایت میں ان پر تدلیس کا الزام باطل و مردود ہے۔

معلوم ہوا کہ اس کے روات ثقہ اور سند صحیح ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ امام شمس الدین ابن قدامہؒ (م ۶۸۲ھ) اور حافظ، امام ابن ترکمانیؒ (م ۷۵۰ھ)، امام عینیؒ (م ۸۵۵ھ) وغیرہ نے کہا کہ یہ روایت صحیح اور متصل ہے۔ (**الشرح الکبیر لابن قدامہ: ج ۲: ص ۱۱، الجور النقی: ج ۲: ص ۱۵۹، نخب الافکار للعینی: ج ۴: ص ۱۰۴**)[2]

---

[2] **اثری صاحب کے اعتراض کا جواب:**

ثقہ، ثبت، حجت، متقن، امام حافظ الحدیث مالک بن اسماعیلؒ (م ۲۱۷ھ) کے علاوہ، صحیحین کے راوی اور، ثقہ، ثبت، امام، حافظ اسود بن عامر شاذانؒ (م ۲۰۸ھ)، اور ثقہ، ثبت، حافظ، محدث ابو نعیم فضل بن دکینؒ (م ۲۱۹ھ) وغیرہ دونوں نے بھی اس روایت کو "**حسن بن صالح عن ابی زبیر**" کی سند سے نقل کیا ہے۔ (ان سب کی تفصیل گزر چکی)

لہذا "**من کان لہ امام۔۔۔**" کی روایت حسن بن صالح نے حضرت ابو زبیر المکیؒ (م ۱۲۰ھ) سے بھی روایت کی، اور ان کے دوسرے شاگردوں مثلاً جابر الجعفی، لیث بن ابی سلیمؒ وغیرہ سے بھی روایت کی ہے۔

اور امام ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت کوفیؒ (م ۱۵۰ھ) نے بھی یہ روایت ابو زبیر المکیؒ (م ۱۲۰ھ) سے بیان کی ہے۔ (دیکھئے **ص: ۵**)

یہی وجہ ہے کہ خود اثری صاحب بھی کہتے ہیں کہ مالک بن اسماعیلؒ، ابو نعیمؒ، اسود بن عامرؒ وغیرہ کبھی حسن بن صالح اور ابو زبیر کے درمیان جابر الجعفی کا واسطہ ذکر کرتے ہے، اور کبھی نہیں کرتے، اور لیکن آگے کہتے ہیں کہ اس صورت میں یہ روایت مضطرب و معلول ہو گی۔ (**توضیح الکلام: ص ۹۱۱**)،

میں کہتا ہوں کہ اثری صاحب یہ کہنا کہ یہ روایت معلول اور مضطرب ہو گی، مردود ہے۔ کیونکہ جب دلائل سے، بلکہ خود اثری صاحب مانتے ہیں کہ ثقہ اور ثبت روات مالک بن اسماعیلؒ، ابو نعیمؒ، اسود بن عامرؒ وغیرہ کبھی حسن بن صالح اور ابو زبیر کے درمیان جابر الجعفی کا واسطہ ذکر نہیں کرتے اور کبھی کرتے ہیں۔

تو یہاں پر تطبیق کی صورت یہ ہو گی کہ حسن بن صالحؒ (م ۱۶۹ھ) نے یہ روایت حضرت ابو زبیر المکیؒ (م ۱۲۰ھ) سے بھی سنی اور ان کے دونوں شاگرد جابر الجعفی، لیث بن ابی سلیمؒ وغیرہ سے بھی، جیسا کہ حافظ ابن ترکمانیؒ (م ۷۵۰ھ)، محدث عینیؒ (م ۸۵۵ھ) نے کہا ہے۔ (**الجوھر النقی: ج ۲: ص ۱۶۰، نخب الافکار للعینی: ج ۴: ص ۱۰۵**)

لہذا جب تطبیق ممکن ہے، تو اضطراب کا دعوی باطل و مردود ہے۔

دلیل نمبر ١١ :

ثقہ، ثبت، امام اور حافظ الحدیث ابو جعفر احمد بن محمد بن **سلامۃ** الطحاویؒ (**م ٣٢١ھ**) فرماتے ہیں کہ

حدثنا أبو أمية، قال: ثنا إسحاق بن منصور السلولي، قال: ثنا الحسن بن صالح، عن جابر، وليث، عن أبي الزبير، عن جابر، رضي الله عنه ,عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جس کا نماز میں کوئی امام ہو، تو امام کی قراءت ہی مقتدی کی قراءت ہے۔

(شرح معانی الآثار: ج ١: ص ٢١٧)

رواۃ کی تحقیق:

(١)　امام ابو جعفر احمد بن محمد بن **سلامۃ** الطحاویؒ (**م ٣٢١ھ**) مشہور ثقہ، ثبت، امام اور حافظ الحدیث ہیں۔

(کتاب الثقات للقاسم)

(٢)　ابو امیۃ، محمد بن ابراہیم بن مسلمؒ (**م ٢٧٢ھ**) سنن کے نسائی کے راوی اور صدوق، حسن الحدیث ہیں۔

(تقریب: رقم ٥٧٠٠)

(٣)　اسحاق بن منصور السلولیؒ (**م ٢٠٣ھ**) صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔ **(تحریر تقریب التہذیب: رقم ٣٨٥)**، اور ان کے متابع، صحیحین کے راوی یحیی بن ابی بکیرؒ (**م ٢٠٩ھ**) موجود ہیں۔ **(سنن الدراقطنی: ج ٢: ص ١٢٢)**

(٤)　حسن بن صالحؒ (**م ١٦٩ھ**) کی توثیق گزر چکی۔

(٥)　جابر الجعفیؒ (**م ١٢٧ھ**) ضعیف ہیں۔ **(تقریب: ٨٧٨)**، لیکن انکے متابع لیث بن ابی سلیمؒ (**م ١٤٨ھ**) موجود ہیں، جو کہ متابعت کی صورت میں صدوق ہیں، جس کا اقرار اثری صاحب بھی کر چکے ہیں۔ **(الاجماع: ش ٣: ص ٧١)**

(۶)　محمد بن مسلم، ابوزبیر المکیؒ (م ۱۲۰؁ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۷)　حضرت جابرؓ صحابی رسول ﷺ ہیں۔

لہذا اس سند کے تمام روات ثقہ ہیں۔ البتہ جابر الجعفیؒ (م ۱۳۲؁ھ) ضعیف ہے اور لیث بن ابی سلیمؒ (م ۱۴۸؁ھ) متابعات میں صدوق ہیں۔ واللہ اعلم۔

دلیل نمبر ۱۲:

امام ابو نعیم اصبہانیؒ (م ۴۳۰؁ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا محمد بن علي بن حبيش، ثنا علي بن جعفر بن محمد بن حبيب التمار، ثنا علي بن إشكاب، ثنا إسحاق الأزرق، عن أبي حنيفة، عن أبي الزبير، عن جابر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من كان له إمام، فقراءة الإمام له قراءة» كذا في أصل أبي الزبير، عن جابر۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جس کا نماز میں کوئی امام ہو، تو امام کی قراءت ہی مقتدی کی قراءت ہے۔

(مسند ابی حنیفۃ لابی نعیم: ص ۳۲)

سند کے روات کی تحقیق:

(۱)　احمد بن عبد اللہ، ابو نعیم اصبہانیؒ (م ۴۳۰؁ھ) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(الثقات للقاسم: ج ۱: ص ۳۶۵)**

(۲)　محمد بن علی بن حبیش، ابو الحسینؒ (م ۳۵۹؁ھ) بھی ثقہ، ثبت راوی ہیں۔ **(الدلیل المغنی: ص ۴۲۶)**

(۳)　علی بن جعفر بن محمد بن حبیب التمار سے مراد علی بن جعفر بن محمد، ابو الحسن الجرجانیؒ ہے۔ واللہ اعلم

ابن عدیؒ (م ۳۶۵؁ھ) کے نزدیک وہ ثقہ یا صدوق ہیں۔ **(تاریخ جرجان للسھمی: ص ۳۱۳، الکامل لابن عدی: ج ۱: ص ۷۹)**

(۴)　علی بن اشکابؒ (م ۲۶۱؁ھ) بھی ثقہ راوی ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۳۹۶)**

(۵)　اسحاق الازرقؒ (م ۱۹۵؁ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۶)　امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰؁ھ) مشہور بے مثال ثقہ، حافظ الحدیث، فقیہ، ثبت اور حدیث کے شہنشاہ ہیں۔ **(دیکھئے ص: ۱۶)**

(۷)　محمد بن مسلم، ابوزبیر المکیؒ (م ۱۲۰؁ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۸)　حضرت جابرؓ صحابی رسول ﷺ ہیں۔

معلوم ہوا کہ اس کے تمام روات صدوق یا ثقہ ہیں اور سند حسن ہے۔ واللہ اعلم [3]

دلیل نمبر ۱۳ :

ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، امام عبد الرزاق الصنعانیؒ (م ۲۱۱؁ھ) نے کہا:

"عن الثوري، عن موسى بن أبي عائشة، عن عبد الله بن شداد بن الهاد الليثي قال: صلى النبي صلى الله عليه وسلم الظهر أو العصر، فجعل رجل يقرأ خلف النبي صلى الله عليه وسلم، ورجل ينهاه، فلما صلى قال: يا رسول الله، كنت أقرأ وكان هذا ينهاني، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كان له إمام فإن قراءة الإمام له قراءة"۔

عبد اللہ بن شدادؒ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی، تو ایک صحابیؓ نے حضور ﷺ کے پیچھے قراءت کی، تو ایک اور صحابیؓ نے ان کو نماز میں (اشارے سے) روکا۔ جب آپ ﷺ نے نماز مکمل فرمائی، تو ان

[3] اس روایت کی سند کو امام دار قطنیؒ (م ۳۸۵؁ھ) نے وہم قرار دیا ہے، لیکن ان کا یہ کہنا غیر صحیح ہے۔ کیونکہ حافظ ابو نعیمؒ (م ۴۳۰؁ھ) نے بالجزم کہا کہ "**كذا في أصل أبي الزبير، عن جابر**"، جیسا کہ گزر چکا۔ لہذا کتاب کی روایت ہی زیادہ راجح ہے۔ واللہ اعلم

قراءت کرنے والے صحابیؓ نے عرض کیا کہ یارسول ﷺ، میں نے آپ کے پیچھے قراءت کی اور یہ مجھے قراءت کرنے سے منع کر رہے تھے۔ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جس کا نماز میں کوئی امام ہو، تو امام کی قراءت ہی مقتدی کی قراءت ہے۔ **(مصنف عبد الرزاق: حدیث نمبر ۲۷۹۷)**

سند کی تحقیق:

(۱) امام عبد الرزاق الصنعانیؒ **(م ۲۱۱ھ)** مشہور ثقہ، امام اور ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔ **(تقریب، تہذیب التھذیب)**

(۲) امام سفیان ثوریؒ **(م ۱۶۱ھ)** بھی مشہور ثقہ، امام، حافظ الحدیث اور حجت، عابد، فقیہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۲۴۴۵)**

(۳) ابو الحسن، موسی بن ابی عائشہؒ صحیحین کے راوی اور ثقہ، عابد ہیں۔ **(تقریب: رقم ۶۹۸۰)**

(۴) ابو الولید، عبد اللہ بن شداد بن الہادؓ **(م ۸۳ھ)** بھی صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۳۳۸۲)**

نوٹ:

عبد اللہ بن شدادؓ کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ **(م ۸۵۲ھ)**، حافظ ابن عبد البرؒ **(م ۴۶۳ھ)**، حافظ ذہبیؒ **(م ۷۴۸ھ)**، حافظ ابن الاثیر الجزریؒ **(م ۶۳۰ھ)** وغیرہ کہتے ہیں کہ وہ حضور ﷺ کے دور میں پیدا ہو چکے تھے۔ **(الاستیعاب لابن عبد البر: ج ۳: ص ۹۲۶، الاصابہ لابن حجر: ج ۵: ص ۱۱، سیر: ج ۳: ص ۴۸۸، اسد الغابہ: ج ۳: ص ۲۷۶، طبع بیروت)** اور صحابہؓ عام طور سے اپنے بچوں کو حضور ﷺ کی خدمت میں لے جایا کرتے تھے۔ **(الاصابة لابن حجر: ج ۱: ص ۱۵۶)**، اس لئے ان کے صحابی ہونے کا احتمال ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ **(م ۸۵۲ھ)** نے کہا: " **وھو من صغار الصحابة** " ابن شدادؓ **(م ۸۳ھ)** **صغار الصحابة** میں سے ہیں۔ **(فتح الباری: ج ۳: ص ۹)**، یہی بات، مجتہد محمد عز الدین الصنعانیؒ **(م ۱۱۸۲ھ)**، شیخ محمد خضر الشنقیطیؒ **(م ۱۳۵۴ھ)** نے بھی کہی ہے۔ **(التحبیر للصنعانی: ج ۱: ص ۵۸۹، كوثَر المَعَاني الدَّرَارِي: ج ۱۱: ص ۱۸)**

مگر چونکہ بعض کے نزدیک ان کا سماع حضور ﷺ سے ثابت نہیں، شاید اس لئے بعض ائمہ نے ان کو تابعی قرار دیا ہے۔

لیکن دوسرے ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، امام ابو بکر ابن ابی خیثمہؒ (م۲۷۹ھ) نے کہا کہ ابن شدادؓ نے حضور ﷺ سے روایت کیا ہے۔ **(التاریخ الکبیر: السفر الثانی: ج۱: ص۲۹۵)**

حافظ ابن عساکرؒ (م۵۷۱ھ) نے ان کے ترجمہ میں کہا: "**ولہ صحبة**" کہ انہوں نے حضور ﷺ کی صحبت پائی ہے۔ **(تاریخ ابن عساکر: ج۲۹: ص۱۴۰)**

نوٹ :

ابن شدادؓ (م۸۳ھ) کا حضور ﷺ سے روایت لینے کا احتمال ہے۔ کیونکہ ان کی والدہ سلمی بنت عمیسؓ اپنے بہن اسماء بنت عمیسؓ کے ساتھ قدیم زمانے میں ہی اسلام لا چکی تھیں۔ **(الطبقات لابن سعد: ج۸: ص۲۲۳)**، غزوہ احد میں حضرت حمزہ بن عبد المطلبؓ (م۳ھ) کی شہادت کے بعد، انہوں نے حضرت شداد بن الہادؓ سے نکاح کیا، جن سے عبد اللہ اور عبد الرحمٰن پیدا ہوئے۔ **(انساب الاشراف للبلاذری: ج۱۱: ص۹۶، الطبقات لابن سعد غیرہ)**،

اور غزوہ احد شوال، **۳ھجری** میں واقع ہوتا تھا۔ **(تاریخ الاسلام للذہبی: ج۱: ص۱۰۳)**، اور حمزہؓ کی شہادت کے بعد، سلمی بنت عمیسؓ نے شداد بن الہادؓ سے نکاح کیا، جیسا کہ گزر چکا، اس لحاظ سے حضرت عبد اللہ بن شدادؓ (م۸۳ھ) کے پیدائش **۴ یا ۵ ھجری** کے درمیان ہو سکتی ہے۔

ان باتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی وفات کے وقت عبد اللہ بن شدادؓ (م۸۳ھ) کی عمر **"۵ سال"** ہوئی ہوگی۔

یعنی وہ سن تمیز کی عمر کے ہو چکے تھے۔ اور سن تمیز کی عمر "۵" سال ہے۔ **(احسن الکلام: ج۱: ص۳۲۷)**،[4]

اس وجہ سے ان کی روایت کا وہی حکم ہوگا، جو مراسیل صحابہ کا حکم ہے، یعنی عبد اللہ بن الزبیرؓ **(م۷۳)** وغیرہ کی طرح، عبد اللہ بن شدادؓ **(م۸۳ھ)** کی مرسل روایت بھی حجت ہوگی۔ **(الاصابۃ: ج۱: ص۱۵۵)**[5]

نیز عبد اللہ بن شدادؓ نے عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، کے علاوہ حضرت ابو بکر صدیقؓ **(م۱۳ھ)** سے بھی روایت نقل کی ہے۔[6] اور ان کی خلافت کے احوال بھی ذکر کئے ہیں۔[7]

---

[4] **اعتراض:**

اثری صاحب کہتے ہیں کہ اس کا انکار نہیں کہ بسا اوقات پانچ سال سے پہلے بھی بچہ سن تمیز کو پہنچ جاتا ہے۔ بلکہ سوال یہ ہے کہ حضرت عبد اللہؓ بن شداد بھی اس عمر میں تھے کہ جس میں بچہ سن تمیز کو پہنچ جاتا ہے؟ اس کا ثبوت درکار ہے۔ **(توضیح الکلام: ص۸۶۹)**

الجواب:

اس کا ثبوت یہ ہے کہ عبد اللہ بن شدادؓ **(م۸۳ھ)** کے والد، شدادؓ اور ان کی والدہ سلمی بنت عمیسؓ کا نکاح حضرت حمزہ بن عبد المطلبؓ **(م۳ھ)** کی شہادت کے بعد ہوا، اس لحاظ سے حضور ﷺ کی وفات کے وقت، عبد اللہ بن شدادؓ **(م۸۳ھ)** کا سن تمیز میں ہونا، کوئی بعید بات نہیں، جیسا کہ تفصیل گزر چکی، نیز عبد اللہ بن شدادؓ **(م۸۳ھ)** نے ابو بکر صدیقؓ **(م۱۳ھ)** سے بھی روایت لی اور ان کی خلافت کے احوال بھی بیان کئے ہیں، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ اس لحاظ سے بھی ان کا نبی ﷺ کے زمانے میں سن تمیز میں ہونا راجح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

[5] مراسیل صحابہ کیوں حجت ہیں، اس کی وجہ ائمہ محدثین نے یہ بیان کی ہے کہ صحابیؓ غالب احتمال میں صحابیؓ سے ہی روایت لیتے ہیں، اور تمام کے تمام صحابہ عادل ہیں، اس لحاظ سے ان کی مراسیل صحت کے منافی نہیں۔ **(فتح المغیث، وغیرہ)**، بالکل اسی طرح ہمارے علم کے مطابق، حدیث کی کتابوں میں عبد اللہ بن شدادؓ **(م۸۳ھ)** کی تمام روایات میں ان کے شیوخ صحابہؓ ہی ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ائمہ محدثین نے ان کے شیوخ میں کوئی ایک بھی تابعی ذکر نہیں کیا۔ دیکھئے تہذیب الکمال، تاریخ بغداد، تاریخ ابن عساکر، سیر، تاریخ الاسلام وغیرہ۔ لہذا یہ قرینہ بھی دلالت کرتا ہے کہ ان کی روایت کا مراسیل صحابہ کے زمرے میں ہونا ہی راجح ہے۔ واللہ اعلم

[6] حافظ جعفر بن محمد الفریابیؒ **(م۳۰۱ھ)** کہتے ہیں کہ

یہ بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ حضور ﷺ کے وفات کے وقت سن تمیز کی عمر کے تھے، کیونکہ حضور ﷺ کی وفات کے فوراً بعد ہی حضرت صدیق اکبرؓ (م ۱۳ھ) خلیفۃ المسلمین بنے تھے۔ واللہ اعلم

خلاصہ یہ کہ دلائل، تحقیق اور تاریخ کی روشنی میں راجح یہی ہے کہ عبد اللہ بن شدادؓ (م ۸۳ھ) **صغار الصحابة** میں سے ہیں اور سن تمیز میں ہونے کی وجہ سے ان کی روایت کا حکم، مراسل صحابہ کا حکم ہے، یعنی ان کی مرسل روایت بھی حجت ہے۔[8]

حدثنا قتيبة بن سعيد، حدثنا سفيان بن عيينة، عن عمرو بن دينار، عمن أخبره، عن عبد الله بن شداد، قال: قال أبو بكر الصديق رضي الله عنه: إن الله عز وجل خلق الخلق، فجعلهم نصفين، فقال لهؤلاء: ادخلوا الجنة هنيئا، وقال لهؤلاء: ادخلوا النار ولا أبالي

اس روایت میں "**عمن أخبره**" سے غالباً مراد محمد بن کعب القرظیؒ (م ۱۲۰ھ) ہیں، کیونکہ وہ عبد اللہ بن شدادؓ (م ۸۳ھ) کے شاگرد ہیں اور عمر بن دینار المکیؒ (م ۱۲۶ھ) کے استاذ ہیں۔ (**تہذیب الکمال: ج۲۶: ص ۳۴۱-۳۴۲**)، لہذا یہ سند صحیح ہے، اور یاد رہے کہ کسی امام سے منقول نہیں کہ عبد اللہ بن شدادؓ نے کسی صحابیؓ یا تابعی سے کوئی روایت ارسال کی ہو۔ فیما اعلم۔ اور امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے کہا کہ ان کا سماع اسماء بنت عمیسؓ سے ثابت نہیں ہے۔ لیکن ان کا رد حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ)، شیخ الالبانیؒ (م ۱۴۲۰ھ) وغیرہ کر چکے ہیں۔ (**فتح الباری: ج۹: ص ۴۸۷، سلسلۃ الصحیحۃ: ج۷: ص ۶۸۴، حدیث نمبر ۳۲۲۶**)، نیز مزیؒ (م ۷۴۲ھ)، ابن عساکرؒ (م ۵۷۱ھ) وغیرہ نے صراحت بھی کی ہے کہ انہوں نے ان سے روایت لی ہے۔ (**تہذیب الکمال، تاریخ دمشق**)، لہذا امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کا قول غیر صحیح ہے۔

شیخ الالبانیؒ نے یہ بھی کہا: " **لم يرم بتدليس** " ان پر تدلیس کی تہمت نہیں ہے۔ (**ایضاً**)،

لہذا ان کی ابو بکر صدیقؓ سے مروی یہ روایت بھی متصل ہے۔ واللہ اعلم

[7] (**مصنف عبد الرزاق: حدیث نمبر ۱۶۲۳۷**)

[8] واضح رہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) وغیرہ کے نزدیک عبد اللہ بن شدادؓ (م ۸۳ھ) صحابی ہونے کے باوجود، سن تمیز میں نہ ہونے کی وجہ سے ان کی روایت کا حکم، مراسیل صحابہ کا حکم نہیں ہے۔ لیکن تحقیق و تاریخ کی روشنی میں حضور ﷺ کی وفات کے وقت ان کا سن تمیز میں نے کا قوی احتمال ہے، نیز انہوں نے ابو بکر صدیقؓ اور ان کے خلافت وغیرہ کے احوال بھی بیان کئے ہیں، جیسا کہ تفصیل

معلوم ہوا کہ اس کے رواۃ ثقہ اور سند صحیح ہے۔ البتہ یہ روایت اس سند کے ساتھ، ابو الولید، عبد اللہ بن شداد بن الہادؓ صحابی کی مرسل ہے۔ اور صحابی کی مراسیل حجت ہوتی ہیں۔[9]

گزر چکی، لہذا یہ بھی اس بات دلیل ہے کہ وہ حضور ﷺ کی وفات کے وقت تمیز کی عمر کے تھے۔ الغرض ان کی روایت کا حکم، مراسیل صحابہ کا ہوگا۔ واللہ اعلم

[9] **تنبیہ:**

بقول بعض ائمہ اگر عبد اللہ بن شدادؒ (م ۸۳ھ) کو تابعی تسلیم کر لیا جائے، تو بھی ان کے تائید میں "عن ابی الزبیر عن جابر" کی روایت موجود ہے۔ لہذا یہ روایت مرسل معتضد ہونے کی وجہ سے حجت ہوگی۔

اعتراض:

لیکن اثری صاحب کہتے ہیں کہ امام شافعیؒ اور امام بیہقیؒ ہی کے حوالہ سے گزر چکا ہے کہ کبار تابعین کی مراسیل ان کے نزدیک مطلقاً حجت نہیں، بلکہ اس کے لئے بھی اعتضاد کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہ وہ کسی مرفوع صحیح روایت کے مخالف نہ ہو۔

(توضیح الکلام: ص ۸۶۹)

الجواب:

یہاں مرسل، صحیح حدیث کے خلاف نہ ہو، سے امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کی مراد یہ ہے کہ ثقہ مرسِل اپنی روایت میں اوثق راوی کی روایت کے الفاظ کی مخالفت نہ کرتا ہو۔ جس کی تفصیل **مجلہ الاجماع: ش ۱۲: ص ۱۸** پر موجود ہے۔

لہذا اثری صاحب کا اعتراض مردود ہے۔

نوٹ:

اثری صاحب نے اپنے تائید میں امام بیہقیؒ کا ایک اور حوالہ ذکر کیا ہے کہ امام صاحبؒ نے ایک حدیث کے بارے میں کہا کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں، مگر حمیدؒ نے صحابی کا نام نہیں لیا۔ تو وہ معنیً مرسل کے ہے۔ اگر صحیح موصول روایات اس کے خلاف نہ ہوتیں، تو یہ مرسل جید ہوتی۔

اگے اثری صاحب کہتے ہیں کہ یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تابعی کبیر کی مرسل کی مقبولیت میں ان کے نزدیک اعتضاد اور متصل کی عدم مخالفت شرط ہے۔(**توضیح الکلام: ص۸۷۰**)

الجواب:

السنن الکبری للبیہقی کی مکمل عبارت پیش خدمت ہیں:

قال البیھقی أخبرنا أبو الحسن بن عبدان، أنا أحمد بن عبيد، أنا زياد بن الخليل، ثنا مسدد، ثنا أبو عوانة، عن داود بن عبد الله الأودي، عن حميد بن عبد الرحمن الحميري، قال: لقيت رجلا صحب النبي صلى الله عليه وسلم كما صحبه أبا هريرة أربع سنين، قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يمتشط أحدنا كل يوم، أو يبول في مغتسله، أو تغتسل المرأة بفضل الرجل، أو يغتسل الرجل بفضل المرأة، وليغترفا جميعا "أخبرنا أبو علي الروذباري، أنا أبو بكر بن داسة، ثنا أبو داود، ثنا أحمد بن يونس، ثنا زهير، عن داود بن عبد الله فذكره بنحوه إلا أنه لم يقل: وليغترفا جميعا. وهذا الحديث رواته ثقات إلا أن حميدا لم يسم الصحابي الذي حدثه فهو بمعنى المرسل إلا أنه مرسل جيد لولا مخالفته الأحاديث الثابتة الموصولة قبله، وداود بن عبد الله الأودي لم يحتج به الشيخان البخاري، ومسلم رحمهما الله تعالی۔(السنن الکبری للبیھقی: ج ۱: ص ۲۹۴)

قال البیھقی فی معرفة السنن والآثار وأما حديث داود بن عبد الله الأودي، عن حميد بن عبد الرحمن الحميري، عن رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم في النهي عن اغتسال المرأة بفضل الرجل واغتسال الرجل بفضل المرأة، فإنه منقطع وداود بن عبد الله ينفرد به، ولم يحتج به صاحبا الصحيح، والأحاديث التي ذكرناها في الرخصة أصح. فالمصير إليها أولى. وبالله التوفيق۔(معرفة السنن والآثار: ج ۱: ص۴۹۷-۴۹۸)

روایت پر غور فرمایئے! امام بیہقیؒ (م۴۵۸ھ) نے جس روایت کو مرسل و منقطع کہا ہے۔اس میں تابعی حمید بن عبد الرحمٰن **الحمیری** نے صراحت کی ہے کہ "**لقيت رجلا صحب النبي صلى الله عليه وسلم كما صحبه أبا هريرة أربع سنين**"۔

اور معرفۃ السنن والآثار میں الفاظ ہیں کہ "**حميد بن عبد الرحمن الحميري، عن رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم**"۔

کیا یہ الفاظ اثری صاحب کے نزدیک اس روایت کے منقطع و مرسل ہونے پر دلالت کرتے ہیں ؟؟

نیز بحث کیا "مرسل معتضد" پر ہو رہی ہے یا "**اذا قال التابعی حدثنی رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، اكان ذالک الحديث متصلا او منقطعا**" پر ہو رہی ہے ؟؟؟

اس تفصیل کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے اس روایت کو منقطع قرار دیکر رد کیا ہے۔ لہذا مذکورہ بحث یعنی مرسل معتضد کے مسئلہ پر امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کا یہ کلام صریح نہیں ہے۔ واللہ اعلم

نیز اگر اثری صاحب کا اصرار ہے کہ امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کے نزدیک یہ شرط ہے کہ مرسل معتضد اس صورت میں حجت نہیں، جب کہ صحیح متصل روایت موجود ہے۔ تو جواب میں عرض ہے کہ یہ امام صاحبؒ (م ۴۵۸ھ) کا تفرد ہے۔

جس طرح ان کا تابعی کے قول "**حدثنی رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم**" کی روایت کو منقطع کہنا تفرد ہے۔ کیونکہ امام نوویؒ (م ۶۷۶ھ) کا قول گزر چکا کہ وہ صحیح متصل روایت کے مقابلے میں بھی مرسل معتضد کو حجت مانتے ہیں۔ (**دیکھئے مجلہ الاجماع: شمارہ ۱۲**)

- حافظ ابن الملقنؒ (م ۸۰۴ھ) کہتے ہیں کہ " **يتبين بذلك صحة المرسل أي وأنهما صحيحان لو عارضهما صحيح من طريق رجحناها عليه إذا تعذر الجمع وفي هذا رد على من زعم أن الاعتماد حينئذ يقع على المسند دون المرسل** "۔ (**المقنع لابن الملقن: ص ۱۳۵**)

- حافظ سخاویؒ (م ۹۰۲ھ) کہتے ہیں کہ "**وما قيل إذا جاء من وجه آخر مسند مقبول، من أن العمل حينئذ يكون بالمسند لا بالمرسل فلا فائدة فيه، فليس بجيد، إذ بالمسند يتبين صحة المرسل، ويكون في الحكم حديثان صحيحان، بحيث لو عارضهما حديث من طريق واحدة رجحا عليه، وعمل بهما** "۔ (**الغاية في شرح الهداية في علم الرواية: ص ۱۶۶**)

- نیز حافظ ابو عبد اللہ الزرکشیؒ (م ۷۹۴ھ)، امام ابو عبد اللہ، محمد بن ابراھیم بن سعد اللہ الکنانی الحمویؒ (م ۷۳۳ھ)، حافظ ابن الوزیر **الیمنی**ؒ (م ۸۴۰ھ)، محدث ابو الحفص **البلقینی**ؒ (م ۸۰۵ھ) وغیرہ نے بھی یہی بات کہی ہے۔ (**النکت للزرکشی: ج ۱: ص ۴۸۹، المنهل الروی للحموی: ص ۴۳، تنقيح الأنظار مع توضيح الافكار: ج ۱: ص ۲۶۳-۲۶۴، محاسن الاصطلاح: ص ۲۱۰**)

ایک وضاحت:

یہ روایت اپنے متن کے ساتھ سری نمازوں میں بھی امام کی قراءت مقتدی کے لئے کافی ہونے پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے۔یعنی اب مقتدی کو الگ سے قراءت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

نوٹ:

چونکہ عبد اللہ بن شدادؒ **(م ۸۳ھ)** متابع موجود ہیں۔لہذا حضرت ابوزبیر المکیؒ **(م ۱۲۶ھ)** پر تدلیس کا الزام بھی مردود ہے۔[10]

نیز امام شافعیؒ **(م ۲۰۴ھ)** نے ایک صحیح متصل روایت کے مقابلے مرسل معتضد کو حجت مانا ہے۔چنانچہ ایک صحیح، متصل روایت میں ہے کہ "**نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الحيوان بالحيوان نسيئة**" نبی ﷺ نے ایک حیوان کو دوسری حیوان کے بدلے میں ادھار بیع کرنے سے منع کیا ہے۔**(مصنف عبد الرزاق: حدیث نمبر ۱۴۱۳۳، سنن نسائی: حدیث نمبر ۴۶۲۰)**،

لیکن امام شافعیؒ **(م ۲۰۴ھ)** نے سعید ابن مسیبؒ کی مرسل روایت "**نهي عن بيع اللحم بالحيوان**" سے استدلال کرکے، گوشت کو جانور کے بدلے میں مطلقاً بیع کرنے سے (یعنی نقد بیع کرنے سے بھی) منع کر دیا ہے۔**(مرقاۃ: ج ۵: ص ۱۹۲۳)**،

اور امام بیہقیؒ **(م ۴۵۸ھ)** نے بھی امام شافعیؒ **(م ۲۰۴ھ)** کی تائید کی ہے۔تفصیل کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۱۲: ص ۷۔**

لہذا یہ کہنا کہ مرسل معتضد اس وقت حجت ہوگی، جب کہ وہ کسی صحیح حدیث کے خلاف نہ ہو، غیر صحیح اور باطل و مردود ہے۔

خلاصہ یہ کہ ابن شدادؒ **(م ۸۳ھ)** کو بقول ائمہ کے، تابعین بھی مان لیں، تو بھی ان کی روایت مرسل معتضد ہونے کی وجہ سے حجت ہوگی۔ واللہ اعلم

[10] **اعتراض:**

اثری صاحب کہتے ہیں کہ رہی یہ بات کہ عبد اللہؓ بن شداد وغیرہ نے ابو الزبیرؒ کی متابعت کی ہے، تو صحیح بات یہ ہے کہ عبد اللہؓ بن شداد سے یہ روایت مرسل ہے، متصل نہیں۔ جیسا کہ تقریباً ۲ درجن محدثین کی تصریحات گزر چکی ہیں۔لہذا عبد اللہؓ کو ابو الزبیرؒ کا متابع قرار دینا صحیح نہیں کیوں کہ عبد اللہؓ عن جابرؓ کے واسطہ سے تمام احادیث ضعیف ہیں۔**(توضیح الکلام: ص ۸۹۴)**

امام ابو حنیفہ، نعمان بن ثابتؒ (م ۱۵۰؁ھ) ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث ہیں۔

- مولانا نذیر الدین قاسمی

مشہور فقیہ، ثقہ، ثبت، حافظ الحدیث، امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) کی مختصر توثیق و ثناء درج ذیل ہیں:

(۱) امام الجرح والتعدیل، امام یحیی بن معینؒ (م ۲۳۳؁ھ) الحسین بن حبان کی روایت میں کہتے ہیں کہ

روی عن ابی حنیفة سفیان الثوری، وعبد الله بن المبارک، وحماد بن زید، وھشیم، ووکیع، وعباد بن العوام، وجعفر بن عون، وابو عبد الرحمن عبد الله بن یزید المقری، وجماعة کثیرة، وھو ثقة لا بأس به۔

امام ابو زکریا یحیٰ ابن معینؒ کہتے ہیں: امام ابو حنیفہؒ سے سفیان ثوریؒ، ابن مبارکؒ، حماد بن زیدؒ، ہشیمؒ، وکیعؒ، عباد بن العوامؒ، جعفر بن عونؒ، ابو عبد الرحمٰن المقریؒ وغیرہ کثیر جماعت نے حدیث بیان کی ہے۔ آپؒ ثقہ ہیں، آپ میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ (**الانتصار والترجیح لسبط ابن الجوزی: ص۶**، وسند صحیح)[11]

- ان ہی کی ایک اور روایت میں وہ کہتے ہیں کہ

الجواب:

ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضور ﷺ کی وفات کے وقت، سن تمیز میں ہونے کی وجہ سے، عبد اللہ بن شدادؓ کی مرسل روایت، مرسل صحابی کے حکم میں ہے۔ لہذا ان کی روایت کو مرسل کہہ کر رد کرنا غیر صحیح ہے۔ لہذا ابن شدادؓ (م ۸۳؁ھ) ابو زبیر المکیؒ (م ۱۲۶؁ھ) کے قوی متابع ہیں۔ اور ابو زبیر المکیؒ (م ۱۲۶؁ھ) پر تدلیس کا الزام باطل و مردود ہے۔

نیز "**من کان له إمام فقراءة الإمام له قراءة** " کی روایت، عبد اللہ بن شدادؓ عن جابرؓ کی طریق سے بھی ثابت ہے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ لہذا عبد اللہ بن شدادؓ عن جابرؓ کی روایت کو مرسل کہنا بھی مردود ہے۔

[11] سند کی تحقیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۳: ص ۲۷۸**۔

واما ابو حنيفة فقد حدث عنه قوم صالحون و أما ابو يوسف فلم يكن من اهل الكذب كان صدوقا فقيل له فأبو حنيفة كان يصدق في الحديث قال نعم صدوق۔ (أخبار ابی حنيفة: ص٨٦، واسنادہ حسن**)**[12]

– جعفر بن محمد بن ابی عثمان الطیالسیؒ کی روایت میں ابن معینؒ کہتے ہیں کہ

أبو يوسف أوثق منه في الحديث. قلت: فكان أبو حنيفة يكذب؟ قال: كان أنبل في نفسه من أن يكذب۔

امام ابو یوسفؒ حدیث میں امام ابو حنیفہؒ سے زیادہ ثقہ ہیں، میں نے عرض کیا، کیا ابو حنیفہ جھوٹ بولتے تھے؟ فرمایا: وہ جھوٹ بولنے سے پاک تھے۔ **(تاریخ بغداد: ج۱۳: ص۴۲۱، طبع علمية، بيروت، وسنده صحیح)**[13]

– الدورقیؒ کی روایت میں کہتے ہیں کہ

ثقة ما سمعت أحدا ضعّفه، هذا شعبة بن الُحجّاج يكتب إليه أن يحدث ويأمره، وشعبة شعبة۔

امام ابو حنیفہؒ ثقہ تھے، میں نے نہیں سنا کہ کسی ایک نے بھی انھیں ضعیف کہا ہو، یہ شعبہ بن الحجاج، انہیں (خط) لکھتے ہیں کہ وہ حدیث بیان کریں اور انہیں حکم دیتے ہیں، اور شعبہ تو آخر شعبہ تھے۔ **(الانتقاء لابن عبدالبر: ص۱۲۷، وسنده حسن، الجواهر المضية: ج۱: ص۲۹، مقام ابی حنیفة: ص۱۳۰)**[14]

– حافظ ابن المحرزؒ کی روایت میں حافظ ابن معینؒ فرماتے ہیں کہ

"كان ابو حنيفة لا بأس به و كان لا يكذب"

امام ابو حنیفہؒ ثقہ تھے اور آپ جھوٹ نہیں بولتے تھے **(معرفة الرجال لابن معين، رواية ابن محرز: ج۱: ص ۷۹)** [15]

---

[12] تفصیل سند کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش۳: ص۲۸۶۔**

[13] سند کی تحقیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش۳: ص۲۸۳۔**

[14] سند کی تحقیق کے لئے **مجلہ الاجماع: ش۳: ص۲۸۴۔**

[15] سند کی تحقیق کے لئے **مجلہ الاجماع: ش۳: ص۲۸۸۔**

- ابن المحرزؒ ایک اور مقام پر ابن معینؒ سے نقل کرتے ہیں کہ

"ابو حنيفة عندنا من أهل الصّدق، ولم يتّهم بالكذب"

امام ابو حنیفہؒ سچوں میں سے تھے، آپ پر جھوٹ بولنے کی تہمت نہیں لگائی گئی۔

(معرفۃ الرجال لابن معین، روایۃ ابن محرز: ج۱: ص۲۳۰)

- محمد بن سعد العوفیؒ کی روایت میں وہ کہتے ہیں کہ

"كان أبو حنيفة ثقة لا يحدث بالحديث إلا بما يحفظه، ولا يحدث بما لا يحفظ"۔[16]

- حافظ محمد بن صالح الاسدیؒ ناقل ہیں کہ ابن معینؒ نے کہا:

"كان أبو حنيفة ثقة في الحديث"۔(تهذيب الكمال للمزی: ج۲۹: ص۴۲۴، ج۳۱: ص۳۴)

(۲) امیر المومنین فی الحدیث، امام العلل، امام علی بن المدینیؒ (م۲۳۴؁) کہتے ہیں کہ

" أبو حنيفة روى عنه الثوري، وابن المبارك، وحماد بن زيد، وهشيم، ووكيع بن الجراح، وعباد بن العوام، وجعفر بن عون، وهو ثقة لا بأس به "۔(جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبد البر: ج۲: ص۱۰۸۳)[17]

- ثقہ، حافظ، شبابۃ بن سوارؒ (م۲۰۶؁) کہتے ہیں کہ

"كان شعبة حسن الرأي في أبي حنيفة"۔

---

[16] سند کی تحقیق کے لئے دیکھئے مجلہ الاجماع: ش۳: ص۲۹۱۔

[17] سند کی تحقیق کے لئے دیکھئے مجلہ الاجماع: ش۶: ص۶۱۔

(۳) امام شعبۃ بن الحجاجؒ (م ۱۶۰ھ)، امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔ **(جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبد البر: ج ۲: ص ۱۰۸۳)** اور ان سے روایات لیتے اور ان کی بہت تعریف بیان کرتے تھے۔[18]

(۴) صدوق راوی، ابو یحیی الحمانیؒ (م ۲۰۲ھ) فرماتے ہیں کہ

"مارأيت رجلا قط خيرا من أبي حنيفة "

میں نے امام ابو حنیفہؒ سے اچھا آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ **(مسند ابی حنیفۃ بروایت ابی نعیم: ص ۲۱)**[19]

(۵) ثقہ، امام نضر بن محمد القرشیؒ (م ۱۸۳ھ) فرماتے ہیں کہ

" حدثني الثقة الورع۔۔۔یعنی ابا حنیفة"۔

امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ، پرہیز گار شخص ہیں۔ **(مناقب للمکی: ص ۱۷٦، طبع بیروت)**[20]

(٦) ثقہ، حجت، امام سفیان بن عیینہؒ (م ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں کہ

"لم یکن فی زمان ابی حنیفة رضی اللہ عنہ بالکوفة رجل افضل منہ و لا اورع و لا افقہ منہ"

امام ابو حنیفہؒ کے زمانے میں، کوفہ میں ان سے زیادہ افضل، پرہیز گار شخص اور فقیہ کوئی اور نہیں تھا۔

- ایک اور روایت میں کہتے ہیں کہ

---

[18] تفصیل کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۵: ص ۹۷۔**

[19] سند کی تحقیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۸: ص ٦۰۔**

[20] سند کی تحقیق کے لئے دیکھئے **ص: ۲۷۔**

”ما رایت احدا اورع من ابی حنیفة رضی اللہ عنہ“

میں نے امام صاحبؒ سے زیادہ پرہیز گار شخص نہیں دیکھا۔(**مخطوطة کشف الآثار الشریفة للحارثی : [Folio] نمبر ۹، وسندہ حسن، دیکھئے الدیباجة علی سنن ابن ماجة للبھرائجی: ج۱: ص۴۸۱-۴۸۲**)

- تاریخ بغداد میں ابن عیینہؒ کا قول ہے کہ

”ما مقلت عینی مثل ابی حنیفة“

امام سفیان بن عیینہؒ (جنہوں نے امام مالکؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام لیث بن سعدؒ، امام اوزاعیؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کو دیکھا ہے لیکن وہ) کہتے ہیں کہ میری آنکھوں نے امام ابو حنیفہؒ جیسا نہیں دیکھا۔(**تاریخ بغداد: ج۱۵: ص۴۵۹، بتحقیق بشار العواد معروف، مسند امام اعظم بروایت ابن خسرو: ج۱: ص۱۶۳**)[21]

- امام سفیان بن عیینہؒ (م۱۹۸ھ) نے امام ابو حنیفہؒ (م۱۵۰ھ) سے روایت کی ہے۔(**مسند امام اعظم بروایت ابن خسرو: ج۱: ص۲۰۹، ۲۰۸، جامع المسانید: ج۱: ص۱۷۴، مسند امام ابی حنیفة للحارثی: ج۱: ص۱۲۴، ص۷۸۷**)

اور امام ابن عیینہؒ اپنے نزدیک صرف ثقات سے روایت کرتے ہیں۔(**اتحاف النبیل: ج۲: ص۹۶**)

(۷) امام حسن بن صالح بن حیؒ (م۱۶۹ھ) کہتے ہیں کہ

”کان النعمان بن ثابت فھما عالما متثبتا في علمہ إذا صح عندہ الخبر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یعدہ إلی غیرہ“

امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ عقلمند عالم تھے، اپنے علم میں ثبت تھے۔ جب امام صاحبؒ کے نزدیک رسول ﷺ کی کوئی حدیث ثابت ہو جاتی، تو کسی اور کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔(**الانتقاء: ص۱۲۸**)[22]

---

[21] سند کی تحقیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش۴: ص۶۵**۔

(۸) امام ایوب سختیانیؒ (م ۱۳۱؁ھ) فرماتے ہیں کہ

" الرجل الصالح فقيه أهل الكوفة "۔ (تاریخ بغداد: ج۱۳: ص۳۴۱)[23]

(۹) امام حماد بن زیدؒ (م ۱۷۹؁ھ) کہتے ہیں کہ

" والله إني لأحب أبا حنيفة لحبه لأيوب وروى حماد بن زيد عن أبي حنيفة أحاديث كثيرة "

قسم بخدا! میں ابو حنیفہ سے محبت کرتا ہوں، اس لئے کہ وہ ایوبؒ سے محبت کرتے ہیں، اور حماد بن زیدؒ نے امام ابو حنیفہ سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں۔ **(الانتقاء لابن عبد البر: ص ۱۳۰)**[24]

اس روایت سے معلوم ہوا کہ:

i – امام أیوب سختیانیؒ (م ۱۳۱؁ھ)، امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) سے محبت کرتے تھے، انہیں پسند کرتے تھے۔

ii – امام حماد بن زیدؒ (م ۱۷۹؁ھ) بھی امام صاحبؒ کو پسند کرتے تھے۔

iii – حماد بن زیدؒ (م ۱۷۹؁ھ)، امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) سے روایت بھی کرتے تھے۔

اور امام حماد بن زیدؒ (م ۱۷۹؁ھ) اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایت کرتے تھے۔ **(دراسات حديثية متعلقة بمن لا يروى الا عن ثقة للشيخ ابی عمرو الوصابی: ص ۲۳۲)**

---

[22] سند کی تحقیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش۷: ص۴۷۔**

[23] سند کی تحقیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش۹: ص۴۹۔**

[24] سند کی تحقیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش۱۲: ص۲۰۔**

(۱۰) امام مالک بن انسؒ (م ۱۷۹؁ھ) نے بھی امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) سے روایت لی ہے۔ (**جامع المسانید: ج ۱: ص ۳۲۴، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۱۴: ص ۴۹**)

(۱۱) ثقہ، امام، عابد معافی بن عمرانؒ (م ۱۸۶؁ھ) کہتے ہیں کہ

" کان فی ابی حنیفة رحمہ اللہ عشر خصال ما کانت واحدة منھا قط فی احد الا صار رئیسا فی قومہ وساد قبیلتہ الورع والصدق والسخاء والفقہ ومداراة الناس والمروة الصادقة والاقبال علی ماینفع وطول الصمت والاصابة بالقول ومعونة اللھفان عدوا کان او ولیا"۔

یعنی امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) صدوق تھے۔ (**مناقب ابی حنیفة للمکی: ص ۱۸۵-۱۸۶، طبع بیروت**)[25]

(۱۲) امام یزید بن ہارونؒ (م ۲۰۶؁ھ) کہتے ہیں کہ

" کان أبو حنیفة تقیا نقیا زاھدا عالما صدوق اللسان احفظ اھل زمانہ سمعت کل من أدرکتہ من أھل زمانہ یقول إنہ ما رأی أفقہ منہ"

امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) پرہیز گار شخص تھے، پاکیزہ شخصیت کے مالک تھے، بہت بڑے زاہد اور عالم تھے۔ صدوق تھے، اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ حافظہ والے تھے، میں نے ان کے زمانہ کے ہر اس آدمی جس کو میں نے پایا کہتے ہوئے سنا کہ: ہم نے ان سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ (**اخبار ابی حنیفة واصحابة: ص ۴۸**)[26]

- ایک روایت میں کہتے ہیں کہ

---

[25] سند کی تحقیق **مجلہ الاجماع: ش ۱۵: ص ۷۴** پر موجود ہے۔

[26] سند کی تحقیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۱۶: ص ۳۴**۔

"کان ابو حنیفۃ اماماً من ائمۃ المسلمین یقتدی لہ قال ورایتہ یترحم علیہ ویذکرہ بالفضل"

امام ابو حنیفہؒ مسلمانوں کے اماموں میں سے ایک امام ہیں، جن کی اقتداء کی جاتی ہے، راوی کہتے ہیں: اور میں انہیں دیکھا کہ وہ (یزید بن ہارونؒ) ان (امام ابو حنیفہؒ) کے لئے رحمت کی دعا کر رہے ہیں اور ان کی فضیلت بیان کر رہے ہیں۔ **(کشف الاثار مخطوطة: [FOLIO] نمبر ۱٦٦)**[27]

- ایک جگہ وہ فرماتے ہیں کہ

"أدركت الناس فما رأيت أحدا أعقل، ولا أفضل، ولا أروع، من أبي حنيفة"

میں نے (کئی) لوگوں کو دیکھا، مگر میں نے امام ابو حنیفہؒ سے زیادہ عقلمند، پرہیز گار شخص اور افضل کسی کو نہیں دیکھا۔ **(تاریخ بغداد: ج۱۳: ص ۳٦۱)**[28]

- نیز ثقہ، ثبت، عابد، متقن، حافظ الحدیث، امام یزید بن ہارونؒ **(م ۲۰٦ھ)** اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایت کرتے تھے **(اتحاف النبیل: ج ۲: ص ۱۴۷، نیز دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۱٦: ص ۳۴)**

اور امام یزید بن ہارونؒ **(م ۲۰٦ھ)** نے امام ابو حنیفہؒ **(م ۱۵۰ھ)** سے روایت لی ہے۔ **(تہذیب الکمال: ج ۲۹: ص ۴۲۱، سیر: ج ٦: ص ٦۹۴)**

(۱۳) امام ابو نعیم، فضل بن دکینؒ **(م ۲۱۹ھ)** فرماتے ہیں کہ

"كان أبو حنيفة حسن الدين، عظيم الأمانة"

---

[27] سند کی تحقیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۱٦: ص ۳۹۔**

[28] سند کی تحقیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۱٦: ص ۴۱۔**

امام ابو حنیفہؒ دین کے اچھے (اور) بڑے امانت دار تھے۔ (**مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ للذہبی: ص ۴۱**)[29]

- امام ابو نعیم، فضل بن دکینؒ (م **۲۱۹ھ**) اپنے نزدیک صرف ثقہ سے روایت کرتے تھے۔ (**دراسات حدیثیۃ متعلقۃ بمن لا یروی الا عن ثقۃ للوصابی: ص ۳۰۱-۳۰۲**)

اور امام ابو نعیم، فضل بن دکینؒ (م **۲۱۹ھ**)، نے امام صاحب سے بھی روایت لی ہے۔ (**سیر: ج ٦: ص ۳۹۳، تہذیب الکمال: ۲۹: ص ۴۱۷**) یعنی امام ابو نعیم فضل بن دکینؒ (م **۲۱۹ھ**) کے نزدیک، امام ابو حنیفہؒ (م **۱۵۰ھ**) ثقہ ہیں۔

(۱۴) امام ابو الحسن العجلیؒ (م **۲٦۱ھ**) نے ان کو "**الثقات**" میں شمار کیا ہے اور کہا:

"**النعمان بن ثابت أبو حنيفة كوفي، تيمي من رهط حمزة الزيات وكان خزازًا يبيع "الخز، ويروى عن إسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة، قال: نحن من أبناء فارس الأحرار، ولد جدي النعمان سنة ثمانين وذهب جدي ثابت إلى علي وهو صغير فدعا له بالبركة فيه وفي ذريته**"۔ (**معرفۃ الثقات للعجلی: رقم ۱٦۹۴**)

(۱۵) امام ابو داودؒ (م **۲۷۵ھ**) فرماتے ہیں کہ

"**رحم الله أبا حنيفة كان إماما**"

اللہ امام ابو حنیفہؒ (م **۱۵۰ھ**) پر رحم کریں، وہ امام تھے۔ (**الانتقاء لابن عبد البر: ص ۳۲**)

(۱٦) امام ابن شاہینؒ (م **۳۸۵ھ**) نے امام ابو حنیفہؒ (م **۱۵۰ھ**) کو "الثقات" میں شمار کیا ہے۔ (**تاریخ اسماء الثقات لابن شاہین: رقم ۱۴۴۱**)[30]

---

[29] اس سند کی تحقیق **مجلہ الاجماع: شمارہ نمبر ۱۹** میں آئے گی۔ انشاء اللہ

[30] حافظ ابن شاہینؒ (م **۳۸۵ھ**) اپنے ایک اور کتاب " **ذکر من اختلف العلماء ونقاد الحدیث فیہ** " میں امام ابو حنیفہؒ (م **۱۵۰ھ**) کے بارے میں کہتے ہیں کہ "**ولكن حديثه فيه اضطراب وكان قليل الرواية**" لیکن ان کی حدیث میں اضطراب ہے اور وہ قلیل

(۱۷) صاحب المستدرک، امام ابو عبد اللہ الحاکم الصغیرؒ (م ۴۰۵ھ) نے بھی امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کو "**الأئمة الثقات المشهورين من التابعين وأتباعهم ممن يجمع حديثهم للحفظ، والمذاكرة، والتبرك بهم، وبذكرهم من المشرق إلى الغرب**" میں ذکر کیا ہے۔ **(معرفۃ علوم الحدیث للحاکم: ص ۲۴۵، ۲۴۰)**

(۱۸) حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ)، تہذیب الکمال کے اختصار یعنی تذہیب تہذیب الکمال میں کہتے ہیں کہ

" **قد أحسن شيخنا أبو الحجاج حيث لم يورد شيئًا يلزم منه التضعيف** "۔

ہمارے شیخ ابو الحجاج المزیؒ نے یہ بہت اچھا کیا کہ انہوں نے (امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں) کوئی ایسا قول نقل نہیں کیا جس سے آپ کا ضعیف ہونا لازم آئے۔ **(ج ۹: ص ۲۲۵)**

معلوم ہوا کہ حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸ھ) کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ ہیں۔

(۱۹) ثقہ، حجت، حافظ، امام ابو عبد الرحمٰن، عبد اللہ بن یزید المقریؒ (م ۲۱۳ھ)،

" **-وكان إذا حدثنا عن أبي حنيفة- قال: حدثنا شاهنشاه** "

جب بھی امام ابو حنیفہؒ سے حدیث بیان کرتے، تو کہتے کہ ہم سے شہنشاہ نے حدیث بیان کی ہے۔ **(تاریخ بغداد: ج ۱۳: ص ۳۴۴)**[31]

(۲۰) مشہور امام، محدث، کمال الدین البابرتیؒ (م ۷۸۶ھ) نے فرمایا کہ

"**كان ابو حنيفة رحمه الله اماما صادقا۔**"

الروایۃ ہیں۔ **(ص: ۹۶)**، لیکن اسی کتاب میں انہوں نے ایک دوسری جگہ پر امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کو ثقہ بھی قرار دیا ہے۔ **(ص: ۴۱)**، لہذا دونوں میں تطبیق یوں ہو گی کہ حافظ ابن شاہینؒ (م ۳۸۵ھ) کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) ثقہ ہیں، عدم اضطراب کی صورت میں۔ واللہ اعلم

[31] سند کی تحقیق کے لئے دیکھئے **ص: ۳۳۔**

ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ)، صدوق امام ہیں۔ **(النکت الظریفۃ للبابرتی بتحقیق الدکتور بلۃ الحسن عمر: ص ۳۱)**

یہ مختصر حوالے ہیں، جن سے ائمۃ محدثین اور ائمہ جرح و تعدیل کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ **(م ۱۵۰؁ھ)** کا حدیث میں صدوق، ثقہ، ثبت، حافظ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

ثقہ، امام نضر بن محمد القرشیؒ (م ۱۸۳ھ) نے امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کو ثقہ قرار دیا ہے۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

صدوق، امام موفق بن احمد المکیؒ (م ۵۶۸ھ) فرماتے ہیں کہ

اخبرنی الحافظ ابو الخیر عبد الرحیم بن محمد بن احمد فیما کتب الی من اصبھان انا ابو الفرج سعید بن ابی الرجاء الصیرفی باصبھان اذنا ابو الحسین محمد بن احمد الاسکاف انا ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن مندۃ انا الامام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی قال اخبرنا عمران بن فرنیام انبا ابو الفضل انا وھب بن زمعۃ اخبرنی سھل ھو ابن مزاحم قال کنت عند النضر بن محمد فقیل لہ ان ابا غسان یقول کذا و کذا قال فغضب وقال ما ادری مایقول ھولاء الصبیان حدثنی الثقۃ الورع الذی کان یعز علیہ ان یتکلم الا ما یوافق الاثر یعنی ابا حنیفۃ۔

سہل بن مزاحمؒ کہتے ہیں کہ میں نضر بن محمدؒ کے یہاں تھا کہ ان سے کہا گیا: ابو غسان ایسا ایسا کہتے ہیں، راوی کہتے ہیں: اس پر وہ خفا ہو گئے اور کہا: کیا پتہ یہ بچے کیا کہتے ہیں، مجھ سے ایسے ثقہ اور پرہیز گار شخص نے حدیث بیان کی جنہیں حدیث شریف کے خلاف کوئی بات کرنا گراں گزرتا تھا، یعنی کہ امام ابو حنیفہؒ۔ **(مناقب للمکی: ص ۱۷۶، طبع بیروت)**

سند کی تحقیق:

(۱)　امام ابو المؤید موفق بن احمد المکیؒ (م ۵۶۸ھ) کی توثیق کے لئے دیکھئے **مجلہ الاجماع: ش ۴: ص ۷۰۔**

(۲)　حافظ ابو الخیر عبد الرحیم بن محمد بن احمد الاصبہانیؒ (م ۵۶۸ھ)،

(۳)　ابو الفرج سعید بن ابی رجاءؒ (م ۵۳۲ھ)،

(۴)　ابو الحسین احمد بن محمد الاسکافیؒ،

(۵) امام ابو عبد اللہ محمد بن اسحق بن مندہؒ (م۳۹۵ھ)، وغیرہ کی توثیق **مجلہ الاجماع: ش۴: ص۶۲** پر موجود ہے۔

(۶) امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد الحارثیؒ (م۳۴۰ھ) کی توثیق **مجلہ الاجماع: شمارہ نمبر۲: ص۸۹** پر ہے۔

(۷) ابو زید، عمران بن فرینامؒ بھی صدوق ہیں۔

ان سے امام ابو محمد الحارثیؒ (م۳۴۰ھ)، ابو الحسن، علی بن الحسن بن الخلیل بخاریؒ (م۳۴۶ھ)، ابو حفص، عمرو بن محمد بن الحسین بخاریؒ (م۳۲۹ھ)، ابو عبد اللہ محمد بن احمد ابن سعید بن یعقوب اللولوی الکلاباذیؒ (م۳۲۳ھ) وغیرہ نے روایت لی ہے۔ **(اکمال لابن ماکولا: ج۳: ص۱۷۸، ج۷: ص۱۴، الانساب للسمعانی: ج۱۱: ص۱۸۰)**

ایسا راوی ابن حبانؒ (م۳۵۴ھ) کے اصول کی روشنی میں صدوق ہوتا ہے، جیسا کہ شیخ الالبانیؒ نے کہا ہے۔ **(مجلہ الاجماع: ش۱۶: ص۳۱)**

(۸) ابو الفضل سے مراد ابو الفضل الفزاریؒ (م۳۰۶ھ) ثقہ، ثبت، امام ہیں۔ **(ارشاد القاصی الدانی: ص۳۴۶)**

(۹) وہب بن زمعہؒ سنن ترمذی و سنن نسائی کے راوی اور ثقہ ہیں۔ **(تقریب: رقم ۷۴۷۷)**

(۱۰) سہل بن مزاحمؒ بھی صدوق ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم: ج۵: ص۱۶۵، کتاب الثقات لابن حبان: ج۸: ص۲۸۹، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم: ج۴: ص۲۰۴)**

(۱۱) نضر بن محمد القرشیؒ (م۱۸۳ھ) صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔ **(تقریب)**

لہذا یہ سند حسن ہے۔ واللہ اعلم

نوٹ:

مناقب للموفق بن احمد المکی کے مطبوعہ نسخہ میں "**ابو الفضل انا وھب بن زمعة**" کے بجائے "**ابو الفضل انا ود بن زمعة**" آگیا ہے، جو کہ کاتب کی غلطی کا نتیجہ ہے۔ **(مناقب للمکی: ص ۱۷۶، طبع بیروت)**، کیونکہ الجامعۃ

الاسلامیۃ، المدنیۃ المنورۃ کے مکتبہ رقم ۳۲۸۱ میں موجود مناقب ابی حنیفۃ **للمکی:: [FOLIO] نمبر ۴۳-۴۴** کے مخطوطہ میں "**ابو الفضل اناوھب بن زمعۃ**" ہی موجود ہے۔

لہذا صحیح "ابو الفضل انا وھب بن زمعة" ہے۔ واللہ اعلم

ثقہ، حافظ، حجت، امام ابو عبد الرحمٰن المقریؒ (م ۲۱۳ھ) کے نزدیک،

امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) "**شاھنشاہ الحدیث**" ہیں۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

ثقہ، حافظ، حجت، امام ابو عبد الرحمٰن المقریؒ (م ۲۱۳ھ) نے امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) "**شاھنشاہ الحدیث**" قرار دیا ہے۔

چنانچہ حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (م ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ :

أخبرني ابو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبي، حدثنا عمر بن احمد الواعظ، حدثنا محمد بن مخزوم، حدثنا بشر بن موسى، حدثنا أبو عبد الرحمن المقرى، وكان اذا حدثنا عن ابي حنيفة قال: حدثنا شاهنشاه۔

امام، حافظ ابو عبد الرحمٰن المقریؒ (م ۲۱۳ھ) جب کبھی امام ابو حنیفہؒ سے حدیث بیان کرتے تو کہتے کہ ہم سے شہنشاہ نے حدیث بیان کیا ہے۔ **(تاریخ بغداد: ج۱۳: ص۳۴۴)**

روایت کی تحقیق درج ذیل ہے :

(۱) حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ (۴۶۳ھ) مشہور ثقہ حافظ اور الامام الکبیر ہیں۔ **(کتاب الثقات للقاسم :ج۱: ص۴۱۸)**

(۲) ابو بشر الوکیلؒ (م ۴۳۸ھ) اور ان کے متابع میں ابو فتح **الضبی**ؒ دونوں کے بارے میں

حافظ المشرق، امام خطیب بغدادیؒ کہتے ہیں کہ

"كتبت عنه وكان سماعه صحيحا"

میں نے ان (دونوں) سے لکھا ہے اوران (دونوں) کا سماع صحیح ہے۔**(تاریخ بغداد:ج۴:ص۶۴، تاریخ بغداد:ج۱۰:ص۴۶۲)**

یعنی یہ دونوں حضرات خطیبؒ کے نزدیک صدوق ہیں۔

(۳) عمر بن احمد الواعظؒ سے مراد مشہور ثقہ،امام،حافظ الحدیث ابن شاہینؒ **(م۳۸۵ھ)** ہیں۔

(۴) محمد بن مخزومؒ کا پورا نام محمد بن احمد بن مخزومؒ **(م بعد۳۳۰ھ)** ہے اور وہ ضعیف ہیں۔**(تاریخ الاسلام :ج۷:ص۴۸۷، تاریخ بغداد:ج۲:ص۲۳۰)**

(۵) بشر بن موسیٰؒ **(م۲۸۸ھ)**،

(۶) ابو عبدالرحمن المقریؒ **(م۲۱۳ھ)** وغیرہ دونوں حضرات ثقہ ہیں۔**(تاریخ بغداد:ج۱۳:ص۱۳۳، تاریخ الاسلام:ج۶:ص۴۲۷، تقریب رقم۳۷۱۵)**

معلوم ہوا کہ اس سند کے تمام رواۃ ثقہ یا صدوق ہیں،البتہ محمد بن احمد بن مخزومؒ **(م بعد۳۳۰ھ)** ضعیف ہیں۔

لیکن ان کا ضعف صحت سند کے منافی نہیں، کیونکہ ان کے متابع، صدوق، حافظ الحدیث ابو محمد الحارثی موجود ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ

"حدثنا عبد الله بن صالح النيسابوری، قال: حدثنا محمد بن يزيد قال عبد الله بن يزيد: ابو حنيفة شاه مردان رحمة الله عليه"۔

امام ابو عبدالرحمٰن المقریؒ **(م۲۱۳ھ)** فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ **(م۱۵۰ھ)** **شاہ مردان** یعنی شاهنشاه ہیں۔**(کشف الاثار مخطوطة: [FOLIO] نمبر ۹)**

حدثنا أبو سعيد بن محمد بن عبد الله وأحمد بن محمد بن الشرقي النيسابوري وابن
حمدون قالوا حدثنا محمد بن عبد الوهاب الفراء النيسابوري قال سمعت المقرئ
يقول الناس رجلان أبو حنيفة وابن لهيعة رحمة الله عليهما [illegible]
قال حدثنا عبد الله بن صالح النيسابوري قال حدثنا محمد بن يزيد قال قال عبد الله
بن يزيد أبو حنيفة شاه مردان رحمة الله عليه حدثنا الحسن قال حدثنا أحمد بن زهير
قال سمعت ابن يزيد المقرئ قال كان أبو حنيفة أبى العلم حدثنا عبد الله بن
عبيد الله وغيره قال سمعت علي بن خشرم يقول كان المقرئ إذا جلس يقول لا أحدثكم
حتى تكتبوا ما أحدث أبو حنيفة رضي الله عنه حدثنا أبو سعيد بن محمد بن عبد الله النيسابوري
قال حدثنا محمد بن عبد الوهاب قال كنا عند المقرئ قال حدثنا أبو حنيفة فقال بعضهم
لا نريد فقال دعوه حدثنا النعمان بن ثابت فجعلوا يكتبونه فقال المقرئ
أموات غير أحياء قال قوم لا يجرؤون باسم أبي حنيفة ولا يعرفون فضله
ولا تقدمه يقولون لا يريد الله على الإحداث كم سبقن حدثنا عبد الله بن
عبيد الله قال سمعت محمد بن يزيد النيسابوري يقول سمعت عبد الله بن يزيد
المقرئ يقول ما رأيت أسود رأسا أفقه من أبي حنيفة رضي الله عنه حدثنا عبد الله بن عبيد الله
قال حدثنا محمد بن الحسين عن جده ملك بن يزيد الضبعي قال سمعت المقرئ يقول
ما رأيت أحدا أسود الرأس واللحية أفقه من أبي حنيفة رضي الله عنه وسمع يحيى بن سليم حدثنا
إبراهيم بن منصور البخاري قال حدثنا حبش بن حرب البيلندي قال حدثنا يحيى بن
سليم قال كان قول أبي حنيفة رضي الله عنه وعبد العزيز بن أبي رواد في الإيمان واحدا
حدثنا أبو العباس أحمد بن محمد الكوفي قال حدثنا جعفر بن محمد بن هشام قال
حدثنا حرب بن الحسن قال حدثنا يحيى بن سليم قال كان عبد العزيز بن أبي رواد وأبو حنيفة
رضي الله عنهما لا يستثنيان في الإيمان وكان سفيان الثوري يستثني حدثنا علي بن
الحسين بن سعيد الكسي قال سمعت الفتح بن عمرو يقول سمعت اللؤلؤي يقول
وافيت مكة فإذا أنا بيحيى بن سليم الطائفي جالسا في ملأ وهو يذاكر
ابن جريج قال وكان يقول قال عطاء وسألت عطاء قال في تحرير الشمس فقال
إن أبا حنيفة في هذه المسائل قال فقلت وجدا والله موضع الكذب قال فقلت
له يرحمك الله أما أبو حنيفة رضي الله عنه فقد مضى لسبيله وأنا من أصحابه

سند کی تحقیق:

(۱) امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد الحارثیؒ (م **۳۴۰ھ**) کی توثیق **مجلہ الاجماع: شمارہ نمبر ۲: ص ۸۹** پر ہے۔

(۲) عبد اللہ بن صالح بن یونس النیسابوریؒ (م **۳۰۵ھ**) صدوق ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۷: ص ۸۹، مختصر تاریخ نیسابور: ص ۴۸، اکمال الاکمال لابن نقطة: ج ۲: ص ۴۸۴، دیکھئے مجلہ الاجماع: ش ۱۶: ص ۳۱)**

(۳) محمد بن یزید سے مراد محمد بن یزید بن عبد اللہ النیسابوریؒ (م **۲۵۷ھ**) بھی صدوق ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۲۱۱، کتاب الثقات لابن حبان: ج ۹: ص ۱۴۵، مجلہ الاجماع: ش ۱۶: ص ۳۱)**

(۴) امام ابو عبد الرحمٰن، عبد اللہ بن یزید المقریؒ (م **۲۱۳ھ**) مشہور ثقہ، حافظ الحدیث ہیں۔ **(تقریب)**

لہذا یہ سند حسن ہے اور معلوم ہوا کہ امام ابو عبد الرحمٰن المقریؒ (م **۲۱۳ھ**) کے نزدیک، امام ابو حنیفہؒ (م **۱۵۰ھ**) "**شاھنشاہ الحدیث**" ہیں۔

ثقات تو ثقات، متکلم فیہ رواۃ نے بھی امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کی حدیث میں توثیق کی ہے۔

-مولانا نذیر الدین قاسمی

خارجۃ بن مصعب الضبعیؒ (م ۱۶۸ھ) کی نظر میں امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کا مقام:

صدوق، امام ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کہتے ہیں کہ

حدثت عن ابی احمد الغسانی قال حدثنا ابراهيم بن رستم قال سمعت خارجة يقول كان ابو حنيفة جهبذ الحديث۔

الامام، العالم، المحدث - **کماقال الذهبی فی سیر** - خارجۃ بن مصعب **الضبعی**ؒ (م ۱۶۸ھ) فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن رستمؒ کہتے ہیں کہ میں خارجہؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابو حنیفہؒ حدیث شریف کے بڑے ماہر تھے۔ **(کشف الاثار مخطوطة:[FOLIO] نمبر ۲۰۸)**

مركز جمعة الماجد للثقافة والتراث - دبي　　الرقم: ٥٠/٦ ف

العنوان: كشف الآثار في مناقب أبي حنيفة

الجزء: ---- الموضوع: تراجم

المؤلف: السبذموني: عبد الله بن محمد بن يعقوب أبو محمد ت ٣٤٠ هـ

البداية: الحمد لله فتح كل مقال وأما كل رغبة

النهاية: [illegible] ... بكتابة هذا الكتاب على ... المصنف عبد الله السبذموني

الناسخ: محمود بن محمد بن محمد الملقب [illegible]　تاريخ التأليف: ----　تاريخ النسخ: الخميس ١٤ رمضان ٦٤٩ هـ

الأوراق: ٢٥٦ ق　القياس: ٢٧٫٥ × ١٩ سم　الخط: نسخ قديم

المراجع: الكشف ٢/ ١٤٨٥؛ الأعلام ٤/ ١٢٠؛ معجم المؤلفين ٦/ ١٤٥؛ هدية ١/ ٤٤٥

الفهارس: ----

اللاحقات: [illegible] ٦٧٧ هـ

المصدر: البلد أوزبكستان　المدينة طشقند　المكتبة معهد البيروني للدراسات الشرقية　الرقم 3165

المصور: الاسم [illegible]　التوقيع [illegible]　تاريخ التصوير ١٩٩٤/١١/٧

وقال ايضا ابراهيم بن طهمان فيمن يستثني في ايمانه انا مؤمن ان شاء الله وقال
ابن طهمان لو كان فيهم من الذنوب مثل الزنا والسرقة كانوا جميعا يقولون
قال وسمعت عبد المؤمن عبد المجيد بن عبد العزيز بن ابي رواد يقول اخ ابتليت
امور من انت جئنا فقلت نعم لا يكون مؤمنا ما طلا حدثنا عبد الله بن عبيد الله
قال حدثنا ابي عن احمد بن حفص عن سفيان بن عبد الملك عن عبد الله قال قال خارجة
قال عبد الله لابي حنيفة في النبيذ قال ابو حنيفة اخذناه من قبل ابيك قال واي شيء
هو قال اذا رابكم شيء فاكسروه بالماء حدثنا اسماعيل بن بشر قال حدثنا مقاتل بن ابراهيم
الغلابي قال سمعت ابا معاذ خالد بن سليمان قال كنت عند خارجة بن مصعب فذكروا
العلماء والزهاد فقيل لخارجة ايما احب اليك ان تلقى الله تعالى به بفقه ابي حنيفة
او بعبادة عبد العزيز بن ابي رواد رحمة الله عليهم قال ان كانت نيته جميعا وسلامة
فاحب ان القى الله بفقه ابي حنيفة ثم قال خارجة ابو حنيفة محنة لاهل الاثر به نعرف

سلمان مُنْجِيَة

الحق من الباطل والصحيح من السقيم حدثنا احمد بن علي بن سلمان وغيره قال سمعت محمد بن
سعد بن ابا معاذ ابا عصمة يقول سمعت ابراهيم بن رستم يقول قالوا لخارجة بن مصعب
تذكر ابا حنيفة وقد لقيت من لقيت قال وما يعجبني وهو قطب الرحى عليه
تدور الرحى حدثنا احمد بن علي قال سمعت ابا عصمة يقول سمعت ابراهيم بن رستم يقول
سال ابو حنيفة عن خارجة فقالوا هو بخراسان يحدث الناس فقال جالسنا واخرجنا
من حشو عدد الشرا وبقي فيه حدثنا احمد بن اسحق بن ابراهيم السرخسي قال حدثنا
ابي قال حدثنا بشر بن يحيى عن سلم بن سالم قال سمعت خارجة يقول اتيت مهاجر بن عبد الله
وهو قاضي بغداد قال سهل عند رجلان وسالته عن مذهبهما بسرا وعلانية
فاثنى عليهما خيرا ونسبا الى الصلاح والخير والعبادة فاردت ان اوقع شهاد
تهما فقال الذي اريد ان اوقع عليه يقضي علي بشهادتهما وهما يزعمان ان الخمر والميسر
والانصاب ابو بكر وعمر وعثمان فقلت لهما اكذا تقولان قالا نعم فقلت لم قال
لانهم ظلمة جبابرة دخلوا في الخلافة قال فاشتبه علي امرهما وتوقفت عن قبول
شهادتهما وقال لي اذا قدمت الكوفة سالت فاسال لي عن هذا قال فلما قدمت
الكوفة سالت عن ذلك ابن شبرمة فقال لا ادري وسالت سفيان فقال لا ادري

سند کی تحقیق:

(۱) ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰؁ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲) ابو احمد الغسانیؒ سنن اربع کے راوی اور صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ۷۳۶۲**)

(۳) ابراہیم بن رستمؒ (م ۲۱۱؁ھ) صدوق ہیں۔ (**کتاب الثقات للقاسم: ج ۲: ص ۱۸۳**)

(۴) خارجہ بن مصعبؒ (م ۱۶۸؁ھ) حدیث میں ضعیف ہیں، لیکن حافظ ذہبیؒ (م ۷۴۸؁ھ) نے ان کو "**الإمام، العالم، المحدث**" کہا ہے۔ (**سیر: ج ۷: ص ۳۲۶**)

نوٹ:

اس روایت کو حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰؁ھ) نے تعلیقاً ذکر کیا ہے۔ لیکن رواۃ کا مبہم ہونا، روایت کی تصحیح کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ دیگر حسن روایات سے اس روایت کی تائید ہوتی ہے۔

متابع نمبر ا:

چنانچہ حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰؁ھ) ہی کہتے ہیں کہ

حدثنا احمد بن علی بن سلمان وغیرہ قالا: سمعت سعد بن معاذ اباعصمة یقول: سمعت ابراھیم بن رستم یقول قالوا لخارجة بن مصعب: تروی عن ابی حنیفة وقد لقیت من لقیت؟ قال: و ما یمنعنی وھو قطب الرحی علیه تدور الرحی۔

ابراہیم بن رستمؒ کہتے ہیں کہ لوگوں نے خارجہ بن مصعبؒ سے کہا: آپ ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہو، حالانکہ آپ نے بڑے بڑے علماء سے ملاقات کی ہے؟ انہوں نے کہا: میں ایسا کیوں نہ کروں، وہ تو مدار کار ہیں، انہیں کے گرد (حدیث شریف کی) چکی گھومتی ہے۔ (**کشف الاثار مخطوطة: [FOLIO] نمبر ۲۰۷**)

سند کی تحقیق:

(۱)　ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰؁ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲)　احمد بن علی بن سلمان، ابو بکر الرازی پر امام دار قطنیؒ (م ۳۸۵؁ھ)، **"متروک یضع الحدیث"** کی جرح کی ہے، لیکن ان کے متابع میں حافظ حارثیؒ (م ۳۴۰؁ھ) اور ایک راوی ذکر کیا ہے، جیسا کہ لفظ "**حدثنا احمد بن علی بن سلمان وغیرہ قالا**" سے معلوم ہو رہا ہے۔ لہذا اس روایت میں احمد بن علی بن سلمان، ابو بکر الرازی پر کلام فضول ہے۔ واللہ اعلم

(۳)　سعد بن معاذ، ابو عصمۃ المروزیؒ کو حافظ اللالکائی (م ۴۱۸؁ھ) نے **فقهاء البلخيين** میں شمار کیا ہے۔ **(شرح اصول اعتقاد: ج ۲: ص ۳۳۹)**، حافظ ابو سعد السمعانیؒ (م ۵۶۲؁ھ) نے بھی ان کو "**الفقیہ**" قرار دیا ہے۔ **(الانساب للسمعانی: ج ۱۳: ص ۳۱۷)**، لہذا یہ دینی شہرت ان کے صدوق ہونے کے لئے کافی ہے۔ **(مجلہ الاجماع: ش ۱۴: ص ۵۷)** واللہ اعلم

نیز ان سے ایک جماعت نے بھی روایت لی ہے۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۸۹، الانساب للسمعانی)**

(۴)　ابراہیم بن رستمؒ (م ۲۱۱؁ھ) اور

(۵)　خارجہ بن مصعبؒ (م ۱۶۸؁ھ) کا ذکر گزر چکا۔

متابع نمبر ۲:

حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰؁ھ) فرماتے ہیں کہ

حدثنا قیس بن ابی قیس قال: حدثنا محمد بن حرب قال سمعت ابراھیم بن رستم قال سمعت خارجة یقول لقیت الف عالم او اکثر لم یکن واحد منهم یشبه ابا حنیفة فی البصر و العلم و العقل و نعم کد خدای العلم کان لامة محمد علیه السلام۔

ابراہیم بن رستمؒ کہتے ہیں کہ میں نے خارجہؒ کو کہتے سنا کہ میں ایک ہزار یا اس سے بھی زیادہ علماء سے ملا ہوں، ان میں سے ایک بھی بصیرت، علم اور عقل میں امام ابو حنیفہ کے مشابہ نہیں تھا اور وہ امت محمدیہ کے کیا ہی اچھے علم والے تھے۔ **(کشف الاثار مخطوطة:[FOLIO] نمبر ۲۰۷)**

سند کی تحقیق:

(۱) ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲) قیس بن ابی قیس مسلم البخاریؒ سے ایک جماعت نے روایت لی ہے۔ **(معرفة الصحابة لابی نعیم: ج ۱: ص ۲۳، ارشاد القاصی الدانی: ص ۴۷۴)** اور حافظ ہیثمیؒ (م ۸۰۷ھ) کے نزدیک قیسؒ ثقہ ہیں۔ **(مجمع الزوائد: ج ۱: ص ۸)**

لہذا وہ کم از کم صدوق ہیں۔

(۳) محمد بن حرب بن خربان، ابو عبد اللہ الواسطیؒ (م ۲۵۵ھ) صحیحین کے راوی اور صدوق ہیں۔ **(تقریب: رقم ۵۸۰۴)**

(۴) ابراہیم بن رستمؒ (م ۲۱۱ھ) اور

(۵) خارجہ بن مصعبؒ (م ۱۶۸ھ) کا ذکر گزر چکا۔

معلوم ہوا حافظ ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کی معلق روایت کی اصل موجود ہے۔

الغرض معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) "**جھبذ الحدیث**" ہیں۔

ابان بن ابی عیاشؒ (م ۱۴۰ھ) کے نظر میں امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) کا مقام:

صدوق، امام ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کہتے ہیں کہ

اخبرنا احمد بن محمد قال حدثنا یوسف بن موسی قال : ابو التقی قال حدثنا عبد الله بن عبد الجبار قال حدثنا اسماعیل بن عیاش قال اتیت ابان بن ابی عیاش فسمعت منه فقال اتیت ابا حنیفة قلت : لا قال ائته فاسمع منه فانه ثقة۔۔۔

ابان بن ابی عیاشؒ (م ۱۴۰ھ) کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰ھ) سے سماع کرو، اس لئے کہ وہ ثقہ ہیں۔ **(کشف الاثار الشریفۃ للحارثی: [FOLIO] نمبر ۱۳۹)**

سند کی تحقیق:

(۱) ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲) حافظ ابن عقدۃؒ (م ۳۳۲ھ) پر تفصیلی کلام گزر چکا، **(مجلہ الاجماع: ش ۱۴: ص ۵۵، ۵۲)** اور چونکہ انہوں نے یہاں اس روایت میں کوئی وجادات (نسخے) کا ذکر نہیں کیا، لہذا امید ہے کہ وہ اس روایت میں صدوق ہونگے۔ واللہ اعلم

(۳) ابو یعقوب، یوسف بن موسی المروزی القطان الصغیرؒ (م ۲۹۶ھ) بھی صدوق ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۱۰۶۸)**

(۴) ہشام بن عبد الملک بن عمران، ابو التقی الحمصیؒ (م ۲۵۱ھ) ثقہ ہیں۔ **(تاریخ الاسلام: ج ۶: ص ۲۲۵)**

(۵) عبد اللہ بن عبد الجبار الحمصیؒ (م ۲۳۵ھ) سنن ابو داود کے راوی اور صدوق ہیں۔ **(تقریب: رقم ۳۴۲۱)**

(۶) اسماعیل بن عیاشؒ (م ۱۸۲ھ)،

(۷) ابان بن ابی عیاش البصریؒ (م ۱۴۰ھ)، اس روایت میں ضعیف ہیں۔

شریک بن عبد اللہ النخعیؒ (م ۱۷۸؁ھ) کے نظر میں امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) کا مقام:

صدوق، امام ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰؁ھ) کہتے ہیں کہ

حدثنا محمد بن القاسم قال: حدثنا محمد بن المهاجر قال: سمعت علی بن اسحاق السمرقندی قال: سمعت شریک بن عبد الله يثنى على ابى حنيفة رحمة الله رحمة واسعة۔

علی بن اسحاق السمرقندیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے قاضی شریک بن عبد اللہ النخعیؒ (م ۱۷۸؁ھ)[32] کو امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) کی تعریف کرتے ہوئے سنا ہے۔ (**کشف الاثار: [FOLIO] نمبر ۲۴**)

سند کی تحقیق:

(۱) ابو محمد الحارثیؒ (م ۳۴۰؁ھ) کی توثیق گزر چکی۔

(۲) محمد بن القاسم سے مراد ثقہ راوی، محمد بن القاسم بن ہاشم، ابو بکر السمسارؒ (م ۳۰۵؁ھ) ہیں۔ (**تاریخ الاسلام: ج ۷: ص ۳۰۵، تاریخ بغداد: ج ۴: ص ۲۹۶، نیز دیکھئے کشف الآثار: [FOLIO] نمبر ۷**)، واللہ اعلم

(۳) محمد بن مہاجر سے ایک جماعت نے روایت کی ہے۔ (**مسند ابی حنیفۃ للحارثی: ج ۱: ص ۳۴۸، ۴۶۳، کشف الاثار: [FOLIO] نمبر ۲۴، ۶۴**)، لہذا وہ صدوق ہیں۔

(۴) علی بن اسحاق السمرقندیؒ (م ۲۳۷؁ھ) صدوق ہیں۔ (**تقریب: رقم ۴۶۸۸**)

(۵) شریک بن عبد اللہ النخعیؒ (م ۱۷۸؁ھ) متکلم فیہ راوی ہیں۔

معلوم ہوا کہ ثقات تو ثقات، متکلم فیہ رواۃ نے بھی امام ابو حنیفہؒ (م ۱۵۰؁ھ) کی حدیث میں توثیق کی ہے۔

---

[32] قاضی شریکؒ (م ۱۷۸؁ھ) چونکہ متکلم فیہ راوی ہے۔ اس وجہ سے ان کو یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم